رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳ REGISTERED NO. A. 783



اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ کی ترقی کا راز صفائی معاملات اور سچائی ہے۔

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ رسالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ **اودھ پنچ** ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ماخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا بھی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونہین لازم ہے کہ چھ **سالانہ** خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گم و غائب ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دو تقاضے پر نیازمند مینجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی ہفتہ کا زر ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین مینجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی مسلک پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین اونہین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۲۶

مضامین غمر

(۲۳ دسمبر ۱۹۲۶ء)

فلاسفر بنام حکومت صوبہ

محترمہ اہل ملک باخصوص اہل غرض!!

اگر دم نکلنے کے بعد شربت انار اور بیوہ ہو جانے کے بعد سہاگ پڑا رہنا دانائی ہے تو اس میں شک نہیں کہ ادو ہندی اخبار کا قدردوں کے نام اس مضمون کا شقہ بھیجکے آپ اپنے فرض منصبی سے عین وقت پر ادا ہو گئیں۔

ہندو اور مسلمان اخبارات کی تحریرین روز بروز دلی منافرت کی آگ بھڑکا رہی ہیں … کہ جن کا مقصد سوی مقصد اصلاح ذات البین ہو رہا ہے۔ … اسی حالت میں مبتلا ہیں حکومت … واقف ہے۔ وہ اخبار کی قدرو … نہیں … ہے کہ عام دلچسپی کے مسائل ان کی قدروں میں نرمی مگر جو کچھ … قانون کی حد میں رہنا چاہیے۔ قانون اس قسم کی آتش افروزی کے خلاف ہے باہمی منافرت … کسی خاص جماعت کی اہانت … قانون … دیکھیے … ایک بات … بہت ہے۔ اب آنے … اس موسم میں … اپنی روش بدل دی تو اچھا ہے۔ ہان کسی ایسا غور کر حکومت کو کرنے نہ پڑے۔

جس وقت ہمارے … بیوہ … شادی … بعد مرگ … خوش نصیبوں کو … جو آپ سے … آپ اپنے فرض سے ابھی آگاہ تھیں آپ کے پاس قانون بھی بنایا … آپ کو قانون کے … دستور … تھا۔ … ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہیں اور جب ناؤ ڈوبنے لگی تو لگیں ہاتھ پاؤں ہلانے یہ بات عقل سے دور ہے۔ جو لوگ ہوشیار ہوتے ہیں وہ موقع کے منتظر رہتے ہیں بغض و عداوت کے چولہے میں جب پہلی چنگاری مطلب پرستوں نے ڈالی مذہبی کتاب ہوگی گورنمنٹ کے جھونکا تقریروں کی پھونک اور تحریر کے دھونکنے سے کام لیا اور وقت ٹوکنے کا موقع نہ تھا کہنا ہمیں کیا معلوم؟

رموز مملکت خویش خسروان دانند

بہتون کی عادت ہوتی ہے کہ آخر ہی میں بولتے ہیں۔ چنانچہ ایک مشہور حکایت بوا انھیں آجکل بچوں کے سامنے بیان کیا کرتی تھیں۔ ایک تھے میاں کنجوس دھیلے کی آٹھ دمڑیاں اور پیسے کے آٹھ دھیلے بنایا کرتے تھے۔ بی بی کا بھی گلگلے کھانے کو جی چاہتا تھا بیچاری ڈر کے مارے کہہ نہ سکتی تھیں کسی دن میاں کو ذرا خوش دیکھا تو کہنے لگیں "اے ہی سنتے ہو اللہ کسی دن گلگلے پکواؤ" سنتے ہی میاں جھنجلا کر آدمی تھے صاحب فکر اٹھے ایک … چادر اوڑھا۔ دوسرے ہاتھ میں تیل کی کٹھیا اور بازار کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ دکان پر کھڑے ہوئے فرمائش کی "لالہ لالہ شکر کی ڈلی" اور … چٹکی بھر شکر پلا میں باندھ دی۔ سودا کون سے سوچنے … لگیں۔ ابھی ان دکان سے دو پیسے کا تیل لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد تیل واپس کیا "لالا تیل … اپنا پھیر لو" … اس نے تیل انڈیل لیا ہر مرتبہ … ماشاء اللہ … تیل کٹھیا میں رہ جاتا تھا اسے علیحدہ جمع کر لیا رفتہ رفتہ ایک کٹھیا بھر گئی۔ پھر آٹے کی باری آئی … کا آٹا لیا اور پھیر دیا چادر سے میں جو لگ رہا وہ لے کے باپ کا تھا۔ نہایت فخر و غرور کے ساتھ بھرے ہوئے گھر پہنچے۔ بی بی سے فرمایا اے نیکبخت … گلگلے اب نہ کہنا کہ میاں کنجوس ملا۔ مگر چولہے میں … عادت … گئی ہوتی ہے۔ ایسی فرمائشوں میں گھر … جاتا ہے بی بی نے گڑ جا کے … جلدی … کچھ بڑے بڑے کچھ ننھے ننھے سے گلگلے تلے سینی میں رکھ کے میاں کے سامنے لائیں۔ ترسی بیٹھی تھیں بڑے بڑے اپنے لیے رکھے چھوٹے چھوٹے میاں کے آگے دھرے۔ اچھے نے لگی ہی تھی … میاں نے کہا ہے یہ میں کھاؤں گا۔ بی بی نے کہا خیریت نہیں آئی خود ہی لائے ہو اور خود ہی بیٹھے بھرے بیٹھے ہو۔ آخر لائے تھے اپنے لیے کہ میرے لیے۔ بات بڑھ گئی۔ بی بی ہوشیار تھیں لڑتی جاتی تھیں اور منہ میں گلگلے رکھتی جاتی تھیں۔ میاں افسوس تھا کہ ہائے اتنا مال کیونکر پیٹ میں رکھو ان لذت صرف تالو تک ہے۔ تالو کے نیچے نیم اور شہد دونوں یکسان ہیں یہ ٹھیک ہے کہ پاس سے کوڑی صرف نہیں ہوئی مگر آخر مال ہے ضائع کیوں ہو۔ ہائے پیٹ میں جاکے نہ پھیکا رہیگا نہ میٹھا سب برابر … ہو جائیگی۔

ارے اسے کم از کم ایک ہفتہ گھر میں رہنا چاہیے ہو سکے تو ایک ہفتہ … تال دو۔ کہنے لگے اے بی بی تم ہو گئی ہو چٹوری میں تمھیں گلگلے نہ کھانے دونگا۔ ایسی ہی رال ٹپکی پڑتی ہے تو چھوٹے گلگلے ایک منہ میں رکھ لو بڑے میرا حصہ ہیں ان میں ہاتھ نہ لگانا۔ مار پیٹ ہوئی۔ گل غپاڑا ہوا۔ محلے والے دوڑے۔ دن گزرا رات ختم ہوئی آخر ہفتہ بھر لوٹن ہی تیر ہو گیا۔ بی بی لڑائی میں جو خرچ خشک ہو جاتا تھا وہ کسی خانہ پری آنکھ بچا کے گلگلے کے تیل سے کر لیتی تھیں میاں بے خبر فاقے پر فاقہ کرتے رہے اور لڑتے رہے۔ طاقت طاق ہوئی غش آیا غش میں بھی یہی خیال تھا کہ خدا کرے ایک ہفتہ اور کٹ جائے اور یہ مال پیٹ میں جاکے ٹھیک بنے۔ بی بی کہیں کہ بچا ہو تا گو روز فاقے دیتا تھا آج ہی تو میرے جنگل میں چھپا ہے تو سہی جو گلگلی کا … اچھا تو ہے یہ مواز ندہ درگور ہو۔ لگیں بین کرکے رونے۔

"اے میاں ارے کیسی منحوس گھڑی تھی جب تم نے گلگلے پکوائے تھے۔ ہائے کھانا نصیب نہ ہوئے۔ میں کیا کرونگی گلگلے جب تمہاری ننھی سی جان نہ رہی" محلے والے بھی کہ نہ سویا اور اب تا حشر نہ جاگیگا۔ کافور آیا کفن منگوایا پانی بھرا گیا۔ بی بی نے چپکے سے منہ کان کے پاس لیجاکے کہا "اب بھی خیریت ہے ان لو بڑے بڑے میں کھاؤں چھوٹے چھوٹے تم کھاؤ" ضعف کے مارے آواز تو نکلتی نہ تھی میاں نے گردن ہلا دی "اون ہون" بی بی پھر بین کرنے لگیں۔

"اے میرے سخی میاں تم نے مفت جان گنوائی۔ ایسے رہتے کہ پھر نہ ہوگا۔ اب یہ ساری دولت جو تم نے … جو …

رکھی ہے کس کام کی؟“

اتنے میں غسل شروع ہو گیا بی بی نے لوگوں کی منت کی کہ ذرا کی ذرا ہٹ جاؤ۔ جی بھر کے آخری دیدار کر لوں۔ لوگ ہٹے۔ بی بی نے وہی مسئلہ پھر چھیڑا ”بڑے میرے چھوٹے تمہارے۔ دیکھو اب بھی خیریت ہے“ وہاں سے پھر ”اون ہون“ جواب ملا۔ ایک بڑا سا گلگلا انھوں نے حلق کے نیچے اوتارا اور وہاں سے کھسکیں۔ انکی زیادہ خوری نے رہی سہی جان مضمحل کر دی۔ اسے پیچھے غسل اور کفن سے فرصت ہو گئی۔ ”بڑے بڑے کے نام پر“ اون ہون ”کو نا را و سوقت تک نہ ہوا جب تک قبر کے نیچے بچھ نہ گئے۔ مٹی ڈالی جا رہی تھی کہ گور کی تنگی اور گرمی سے دم گھٹا عہد بے تختی لوٹا کفن پھاڑ کیے ”جلدی مٹی ہٹاؤ۔ بی بی بڑے بڑے ہی تو ہی کہا اور چھوٹے چھوٹے بھی تیرے۔ میں باز آیا“

صدا عجیب و غریب تھی اگر مزشناس بی بی جیتے جاگتے میاں کو مٹی دینے آئی نہ ہوتی تو زندہ در گور ہونے میں کیا کسر رہ گئی تھی؟

میاں بخیل کی اور آپ کی مصلحت شناسی میں کیا کلام ہو سکتا ہے بخیل صاحب بھی مناسب خیال فرماتے تھے کہ محنت سے کمائے ہوئے گلگلے کچھ دنوں تو گھر میں رہیں آپ اسی میں بہتری سمجھیں کہ ناتجربہ کار خود غرض ہوا کے رخ پر چلنے والے بچہ چھوکروں کے شاگرد رشید اخبار نویسوں کا بازار خوب گرم ہوئے تو پھر تنبیہ و تہدید کی ٹھہرائی۔ آنکھیں دکھا دو۔ ۱۹۲۳ء اسوقت جب مولانا اودھ پنچ بدلا۔ اس پر ماتم صنعت اخبار نویسی کے خراب نتائج برابر ظاہر فرماتے رہے یہ شبہ اگر آپ کا دل اسوقت پسیجتا تو ۱۹۲۳ء کی قسط اصلی حالت پر ہوتی ہمارے خیال ہم کہ ہم خیال کہ ہندو اور مسلمان کی جنگ نہ بنایا جاتا کبھی یا [illegible] تھا۔ اب اگر بعض [illegible] خواہ مخواہ پیدا کر دیا ہے۔ البتہ ایک لکھا رستے [illegible] تھا ”دہ نیکلر پس“ اس سے [illegible] کرتے ہیں کیا یہ لکھا یا ہے اس قسم کے [illegible] کے مستحق وہ مظلومین شیریں بیان جن کے زبان بھی پیدا ہوا شاید آئی ڈی [illegible] اور دیگر اعتبار [illegible]

بھی ہوں یا فعل یہ سہی یا غوغا سہی نفرت اور عداوت پیدا کرنے کے واسطے کوئی زبان مخصوص نہیں ہے۔ وہ نیکلر پرچے اپنی اشاعت رکھتے ہیں نہ اتنا اثر کہ انکی بات مقبول عام ہو۔ ہزار ڈیڑھ ہزار کی اشاعت بھی کوئی مال ہے۔ انگریزی تعلیم نے مادری زبان سے آپ کے طفیل میں گھن دلا دی ہے اکثر ہندوستانی مشاہیر کے بس میں نہیں کہاں پائیں نام بدل کے مسٹر ہوڈم اور مسٹر ہوڈم رکھ لیں۔ پوشاک انگریزی طرز معاشرت انگریزی خیالات انگریزی۔ چال ڈھال انگریزی۔ کمال یہ کہ بدیسی کی فکر میں مبتلا ہیں وہ ورنیکلر کا غذا اخبارات یا خانہ بھی پاک نہیں کرتے کہ ہمارا دیسی کا ناک رنگ لائے۔ آجکل مذہبی خیالات کی اشاعت کا ذریعہ بھی دیسی زبانیں نہیں ہیں۔ بلکہ سچ پوچھیے تو مذہب بھی دیسی نہیں رہا کیا معنی کہ ولایت کی طرح یہاں بھی مذہب پولیٹکل نام رہ گیا ہے آج ہے مثلاً تعداد بڑھا کے دکھانا دستے گڑھا کوئی علاقہ نہ تھا ہے ہو گا مگر زبردستی کسی فرقہ یا گروہ کو اپنی برادری میں لکھوا دیا۔ وہ اپنے پولیٹکل خیالات پہلے انگریزی پرچوں میں شایع کر لیتے ہیں تو انکا لیس خوردہ بیچارے دیسی اخبار نویسوں کو ملتا ہے۔

بس ہمارے نزدیک چشم نمائی کے سزاوار بھی پہلے وہی جو ہر دم موسیٰ کی رحمت ہیں نہ سے بعض اشخاص خبیث کے عادی تھے ندا کی طرف سے حکم دیا گیا کہ توبہ کرو۔ موسیٰ نے انکے نام دریافت کیے تو جواب ملا کہ جس بات کو ہم ناپسند کرتے ہیں وہ کار ارتکاب خود نہیں کرتے سب سے کہو کہ سب توبہ کریں۔ ہر گنہگار کے ساتھ گناہ نکالا بھی بخش دیا جائیگا۔ آپ کے ہے بھی یہ اخلاقی نکتہ قابل لحاظ تھا وہ گنہگار نہیں ہیں تو نہ سہی اگر توبہ میں ہمارے ساتھ شامل کر لیے جاتے تو کچھ برائی نہ تھی۔

بعض اخبار نویسوں کو یہ بات خود ہی شکایت ہے کہ ہم تو ہمیشہ ہندو مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق میں سعی کرتے رہے دونوں کو سرزنش کی دونوں کو فہمایش کی جنبہ داری اور بیجا حمایت سے پرہیز کرتے رہے کبھی حکومت بھی آپ نے چھوڑوں بیٹھو نہ تھی کی تعریف یا اختلاف مذمت کے طور پر کوئی کلمہ خیر زبان سے نہ نکالا مگر انکا ملک سعت بعنوان تشہیرات قانونی تہ اشاعت کی روک تھام

آپ وصول کر لیتی ہیں لیکن باہمی نفرت پیدا کرنے والوں کو آنکھیں دکھانے کے وقت ہم بھی آپ کو یاد آگئے وہی پروانہ آپ نے بھیجے ہیں بھی جبکہ یا جنکے اصلی مخاطب وہ ہیں۔ یہ تو ایک قسم کی سزا ہیں بے گناہوں ”ہے۔ کچھ دنیا دلانا تو غیر دانشمند جو خاص پالیں اعتراف خدمات بھی آپ کرتیں تو بہتر جانتے اور آپکی اس تحریر کے منشا الیہ بھی شاید ہماری سی روش اختیار کر لیتے۔ از روے عمل لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ ترقی کا راز دو جملوں میں پوشیدہ ہے۔

(۱) اپنی قوم کو لڑا دو۔

(۲) حکومت کو برا بھلا کہو۔

جو لوگ ان دو باتوں پر عمل کرتے ہیں انکا پیٹ بھی بھرا ہے اور جلدی نامور بھی ہو جاتے ہیں۔ اور جو احتیاط کرتے ہیں اون سے مذکر خوش ہے نہ اللہ نہ آپ کا برتاؤ ہر ایک کے ساتھ ہے یکساں لہذا جرمانہ کا وجود آپکے یہاں نمدارد ہے۔ بڑی سزا بھی سزا آپکو یاد ہے۔

جسوقت صوبہ میں باہمی نا اتفاقی رہتی ہے سوقت آپ کے اشارے سے پرساتی اگر مچھ کی طرح ہر چھوٹے بڑے ایک سن سبھا دکھائی دیتی تھی اور آپ کے بعد دست و تحسین ملتے جاتے تھے کہ ہم نے تو جلد بازوں کے مقابلے میں پالا جیت لیا اگر ہماری یاد صحیح ہے تو آپ نے بھی ان کی تعریف و تحسین میں بلے چوڑے قصیدے پڑھے تھے اور ان کے رستانہ کار ناموں کا شکریہ ادا کیا تھا۔ اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ اس وقت کیوں یہ اس سبھاؤں پر ہاتھ بڑا رکھے تھے ہیں کیا انکی ضرورت باقی نہیں رہی یا یہ کہ ہم ان کی مداخلت کے قابل نہیں ہیں؟

مفسد اخبار نویسوں کو آنکھیں دکھانے سے تو یہی بہتر ہے کہ ان مفت خور تکمی سبھاؤں اور سمن کی ہیک پر چلنے والے اخبار والوں سے اتفاق و اتحاد مسلم و ہندو کا سا مقدس کام لیا جائے تاکہ مفسدہ پردازوں کو ہر وقت اپنی فتنہ پردازی کا برا نامی جواب ملتا رہے اور دشمنوں کو یہ کہنے کا موقع بھی نہ ملے کہ ”بڑے بڑے میں کہا اور چھوٹے چھوٹے“ کی محبت کا موم ”نحوٰ خود غرضی“ کی گرمی سے پگھل گیا۔

اصل یہ ہے کہاں بڑے اور چھوٹے گلگلوں کی

سامنے میں ہو رہی ہے۔ کیونکہ ہمیں ہو اطمینان نہیں کہ ہمارے درمیان ایسا شخص کی بوروپیت سے زیادہ دستور ہے۔ آپ ارادہ فرمائیں تو پھر آگ کے جانے سے شکر کے ذریعے نہیں پہاڑ اور جنگل کے تالاب نہیں ہیں پیدا کر سکتی ہیں۔ چونکہ ترا اتفاق اتحاد میں اقوام کے حامی ہیں اور آپ کی مخالفت کبھی بدنیتی دبغاوت کی راہ سے نہیں کرتے او نہیں دیکھیے چھوٹے بڑے اور اپنی بھائیوں کو کھول دیجیے جب بڑے تو بھی ٹوٹی جوڑ جائے۔ (بشرطیکہ یہ میں وا تفاق اقوام دل سے منظور ہو) ورنہ اس حکم نامے کا نتیجہ کیا ہوگا یہی کہ دو چار اہل قلم (خواہ در حقیقت ہوں یا نہوں) جیل کی ہوا کھائینگے ورنہ نکے حمایتی ہاتھ پر ہاتھ بیٹھے کر ہاتھ ملے اب تو اعلان ششہ کی خلافت ورزی دھڑلے سے ہو رہی ہے۔ صراحتہ مذہب میں مداخلت کی ہے۔ تبلیغ اور شدھی کی تجارت ان کی ان میں ان ملا کی ہے۔ من دانون سکنی کی تجویز میں پاس ہوگی۔ پنجاب کے خیر خواہ انہ شورہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ خود آنکھیں بند کر لیجیے جو درد کھائیے۔ آپ بیرگیری ذکر میں بیٹھے ہیں ہو لیکن تو اور بھی اچھا ہے بات بڑھتی ہی سرا آگئی لیکن کیا خوب کہا ہے ایچ بائی برس نے

آنکھیں دکھلاتے ہو جوبن تو دکھاؤ صاحب
وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے

راقم۔ پانیشتین خلافر

"سیر گل"

یہ مختصر افسانوں کا مجموعہ مسکر پر نٹنگ ورکس دہلی
میں تشنیع ہو کر مجلد عہ مجموعہ دستیاب ہے

ان سولہ افسانوں میں سے آٹھ مختصر ہیں۔ آٹھ مصنف نیچے افسانہ نگار صاحب موقت کی اپنی تصنیف ہیں گھوڑ کسکا ہے! جیسے ہم ڈرکر ہیں۔ تم کس کے ڈرکر ہو ہو ئے گھوڑا ہے۔ بات معقول ہے۔ حجت حکایت۔ شک شبہ کا کیا ذکر۔ استغفر اللہ! افسانے کے ساتھ پورے دو درجن سطروں کا ایک مقدمہ بھی ہے۔ مقدموں کے مارے جان عذاب میں ہے۔ خراب میں بجز مصنف گویا جوہر صفائی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

اب کتاب میں ایک مقدمہ سے ساتھ اقرار پور صاحب صریح ہے
"ایمانڈ" "بندہ" "ایمپرڈ" کے معنی سے واقف نہیں۔ یہاں حضرت گر تو یلی ہنگ۔ انگریزی پڑھی ہے آپ ہی بتائیے اگر کوئی بیٹھا دل پوچھ بیٹھا کہ ایمانڈ کے معنی بتاؤ تو کیجیے کس سے پوچھو نگا۔ نا صاحب میری تو باہ۔ میں باز آیا ارے ہاں ایک دفعہ یہی مصیبت پڑ چکی ہے۔ ایک دوست نے دامن کھینچا کر لیں آگے نہ بڑھنا۔ ارے بھئی آخر خطا قصور، وجہ، سبب؟ جواب ملا کچھ نہیں۔ تمہیں گھروٹ کھڑے "ہاف مورننگ" اور "فل مورننگ" کے معنی بتانے ہونگے۔ لاحول! بننگ آمد و بخت آمد خیر یہی سنو مورننگ کے معنی ماتم کرنا۔ رنج۔ رونا پیٹنا۔ لہذا جب فل مورننگ کا حکم ہے تو دونوں آنکھوں سے آنسو بہاؤ۔ اور ہاف مورننگ کا اذن پاؤ تو ایک ہی آنکھ سے آنسو ٹپکاؤ۔

اس موقع پر بات ہی گئی ممکن ہے کہ "ایمانڈ" کے معنی کوئی پوچھے تو بندہ سٹ پٹا جائے۔ اور اوسی طرح کی مصیبت ہو جیسی ایک بنگالی بابو کو ہوئی تھی۔ بابو صاحب کو اتفاق سے گوری پلٹن کی وردی کا ٹھیکا مل گیا تھا۔ ایک پلٹن کا نام تھا "مڈل سکس رجمنٹ" تار آیا مڈل سکس کے واسطے دو ہزار وردیاں بھیجدو۔ تار دیکھتے ہی بابو ہو گیا کھٹکا نہ خفا کیا معنی کہ "مڈل" کے معنی ہیں درمیانی اور "سکس" کے معنی جنس کے بھی ہیں۔ جنسیں دو ہیں ذکور و اناث بابو صاحب چکرائے کہ مذکر و مونث کے بیچوں بیچ میں درمیانی جنس کون سی پیدا ہو گئی تفصیل نہ دریافت کرتے تو فرمائش کی تعمیل و تکمیل کیونکر ہوتی۔ جواب دیجیے مرد و عورت کی جنس معلوم ہے مگر درمیانی جنس نہیں جانتا۔ جلدی ہو ہو۔

سونڈ عنوان "سنو دستکار رہیں" "اندم ستکار" ایک دوست آشنا کے پلے نام ہو۔ مثلاً "فراق گورکھپوری" کے نام اردو دوا فروش کی بیوی۔ ایک محترم خاتون کے نام معنون ہے۔ کتاب تو کچھ ایسی ہی ہے مگر لکھے بہت اچھے ہیں۔ موقت صاحب فرماتے ہیں کہ آج مقدمہ اور جیل میں ادوادب میں اب ترجمہ۔ گر آمد و باز

کی دو بڑائیاں ہیں۔

نقل ہے کہ ایک ظالم بد وضع تاجر صاحب ایک دفعہ اوبار سیت فقیر کے یہاں نازل ہو گئے۔ نہ جانے کہاں گر سوداگری کیا باشندہ آتے ہی دروازے پر سر راہ بیٹھ کے پاؤں بچھا دی۔ خلقت بھیڑ یا دہسان تو ہوتی ہی ہے۔ ایک کو دیکھ دوسرا اور دوسرے کو دیکھ تیسرا کھڑا ہو گیا۔ دکان لگ گئی۔ تاجر صاحب نے کہنا شروع کیا یہ صاحبو یہ سوڈا بانڈ دواتش ایجاد کیا ہے ایک میں ہے سوڈا ایک میں ہے بانڈ۔ دونوں کو ملا دو کھٹ میں پک کے سوڈا بانڈ تیار ہو جائے۔ سوڈا بانڈ کی بڑیاں جیب میں رکھو تو بس کتاب کی یہی دو بڑیاں سمجھیے آدھی تصنیف کا سوڈا ہے آدھی میں ترجمہ کا بانڈ۔

مقدمہ نگار صاحب کتاب کے ادبی نقائص کو دفع دخل یوں کرتے ہیں کہ کہیں کہیں ترجمہ غیر مانوس طرز میں کیا گیا ہے یہ نقص چنداں قابل اعتنا نہیں اسوجہ سے کہ خیالات غیر مانوس ہیں اجنبیوں کی وضع قطع خواہ مخواہ غیر مانوس ہوگی۔

مگر ہم جو غور سے دیکھتے ہیں تو اکثر مقالات پر جناب مترجم کی اپنی زبان اور دوسری زبان دونوں سے اجنبی معلوم ہوتے ہیں۔ اور ہمیں بے اختیار "مڈل سکس" کا قصہ یاد دلا دیتے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ اجنبی خیالات اور اجنبی محاورات کا ترجمہ دشوار ہے لیکن لفظاً بہ لفظاً ترجمہ کی ضرورت ہی کیا ہے؟ خصوصاً جبکہ مطلب اون خیالات اور محاورات کا ادا ہو سکتا ہو۔ یا نیتی کہ ایک زبان سے دوسری زبان میں کسی مطلب کے ادا کرنے کی غرض اصل تو یہی ہے کہ اجنبیت رفع ہو۔ یہ نہیں ہے کہ اجنبیت بحالی خود باقی رہے اور اوسکے ساتھ ہی اون خیالات سے وحشت بھی پیدا ہو۔ یا ... ایل نظر کی گرفت سے بچنے کو یہ جانتا ہے کہ بھائی صاحب یہ زبان افغان کیا گیا۔ اگر یہ ٹھیک ہے تو پھر نقل قول کی جگہ جابجا معنی اور مشابہ آجاتے ہیں کہ الفاظ و بنی قانون دیکھئے یا اصل الفاظ کی فلاسفی ہے۔

ایک ہندی شکسپیر صاحب نے شیکسپیر کی زبان سے نکلے جتنے الفاظ فرمانے میں نکل فرمائے ہیں "باجو سید"

یا سوہیگو کوئی دوسرا چینیوں کی نقل بعینہ یوں کردیگا۔ یچنگ مونگ کی اسے فرنگ تانگ فو چولی سونگ ادا لگا اور حبشی یا چینی کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ کوئی با معنی فقرہ ہے۔

اے حضرت خیالات مانوس و غیر مانوس سے کوئی بحث نہیں مترجم کا فرض ہے کہ اصل مطلب ادا کردے یعنے خود سمجھے کہ قائل کا مطلب کیا ہے اور دوسرے کو بھی سمجھا دے۔

یہ غرض پوری نہوئی تو پھر ترجمہ ہو سیدی یا سوہیگو ہے مترجم کے واسطے دونوں زبانوں سے اچھی طرح واقف ہونا لازم ہے۔

"میرگل" کی زبان عجیب و غریب ہے مصنف و مترجم صاحب سلامتی سے اپنی زبان بھی نہیں جانتے۔ غیر زبان کے خیالات اور محاورات تو در کنار۔

(۱) فضا پر ایک تاریک چپ چاپ مسلط تھی۔

(۲) زنانہ چہرہ بڑا تیز اور نرم (۳) سات بجے تیتے کھانا کھایا۔ چند دور تھے (۴) پاس کے کمرے میں سے چند ایک مضبوط انگڑائی کی آواز سنی۔ (۵) لیکن دن گرم ہو تو یہ جذبہ اکثر پست ہو جاتا ہے (۶) میں کبھی کبھی جا کر تو اسکی جو سے لگا جو خیال رہتا ہوں (۷) ایک بجلی مجھ پر طاری ہو گئی۔ ایک بجلی جو نرم اور پر سکوت حاجت بسم ہو گئی ہے۔ (۸) اسکی ہتھیلیاں میرے سلائیں اور اسکے انگوٹھوں کے بیچ نرمی کو ہوا دی۔

مذکورہ فقرات ظاہر کرتے ہیں کہ جناب مترجم اپنی مادری زبان کے محاورات سے خوب واقف ہیں اپنا صرف یہ چند سطحی جملے سرسری طور پر نقل کرلیے گئے ہیں کتاب کے مضامین کی پستی سے نظر بچالے تو اسے گالی آجاد اور جواہر فروشی کے اس مخزن میں سیکڑوں ذخیرے ہیں۔ پہلے فقرے کا مطلب اگر یہ ہے کہ خاموشی اور تاریکی دونوں کا فضا پر عمل تھا تو یہ چپ چاپ کیا ہے [illegible] خیالات مضبوط انگڑائی کی آواز اور [illegible] دلچسپ کے اظہار میں نقص انتخاب۔ [illegible] قبل از وقت ہو گیا ہے۔ [illegible] کی حیثیت [illegible] کی وحشت کم [illegible] سے تعلق نہیں ہے۔

ترجمہ کی دشواریوں سے ہم بھی بے خبر نہیں ہیں۔ ہمارے نزدیک مذکورہ بالا فقرات [illegible]

عبارت میں اچھی طرح ادا ہو سکتا ہے۔ اسکے علاوہ جناب مقدمہ نگار صاحب کی وکالت فضولی کی حمایت خود کتاب کے مضامین نہیں کرتے۔ دلیل سست ہے مقدمہ مہمل ہے۔ اجنبی مطالب غیر مانوس خیالات کا قدر اوسوقت زیادہ موثر اور دیدار نظر آتا جب مترجم یا مصنف صاحب نے ان غیر مانوس امور کا لحاظ فرمایا ہوتا اور خصوصیات کے باقی رکھنے پر اصرار فرماتے۔ حضرت نے "مفوشی" کے نام سے ایک افسانہ ترجمہ کیا ہے اور ظاہر فرماتے ہیں کہ یہ افسانہ روسی معجزہ نگار خیرت کی داستان نگاری کا نمونہ ہے لیکن شروع سے آخر تک کوئی روسی خصوصیت افسانہ میں نہیں ہے۔

اسکے ہیرو کا نام مرزا ہے۔ مرزا کے دوست عابد و احمد فرخ ہیں۔ مرزا کی ایک ماں ہے ایک بہن ہے۔ مرزا اسکی ماں اور اسکی بہن ہندوستانیوں کی طرح ایک ہی کمرے میں رہتے ہیں۔ مرزا شرابی ہے وہ کسی کے شرابخانہ میں جاکے شراب زہر مار کرتا نشے میں چور ہوکے نالی میں گر پڑتا ہے۔ ایک سائیس ہیبا گھوڑے کی ٹاپ سے مرزا کی مقدس کھوپڑی مجروح کر دیتا ہے۔ مرزا کو اسکے اشتہار نامہ کا خیال ہے مرزا اگر مبارک مجروح ہو مگر ہوش ہو آتا ہے۔ ہوش آیا تو دوسے ہیں کے پاس سرقات کی خبر جس کا قد اخبار میں چھپی تھی اسے اپنی شہرت کا ذریعہ اور سیس کردار کا [illegible] لگے تروں بات کرنے۔

اس قصے میں آدمیوں کے نام اور مقام کا نام ایک ہندوستانی ہے جو روسی ہجوں کے ساتھ آپ نے کبھی نہ سنا ہوگا۔ ملاحظہ فرمائیے کہ اب خیالات کی پیچیدگی کا قدر کہاں تک سمجھ سکتا ہے۔ تب کے واقعات بھی یورپ کی بو اور کا [illegible] نہیں رکھتے۔

[illegible]

نہ تھا کہ مذہبی خاک میں مل چکے تھے یہی نہیں بلکہ "اس قبرستان میں" انکا ایک "افسانہ عشق" بھی دفن تھا۔ خیر صاحب افسانہ عشق دیکھنے قبرستان پہنچے وہاں پڑھنے لگے داستان عشق ایک نازنین سے سامنا ہو گیا آپ کار میں پر بیٹھے اور اسکے گھر تشریف لے گئے اندر جاتے ہی کمرہ اسے میں بیٹھے یہ چپ سنگنی بہت زیادہ "آؤ" دیکھا نہ تاؤ بغیر تمہید و دیباچہ گورستان پری کو آغوش کے شیشے میں اوتار کے دیوانہ وار بوسوں کی جھڑ لگانی شروع کر دی۔ وہ بوسے بوسے وہ بھی گھمسان جنگ ہو گئی گویا جھڑوں کا چھتا چھیڑا اور "اپنے چھڑانے کی ہمت کوشش کرتی رہی اور کہتی تھی "ارے ارے۔۔۔ اچھا۔۔۔" اسکے بعد "گویا بعد کے ناگفتہ بہ واقعات کی شرم سے قلم کے پاؤں زمین کا قدم پر گڑ گئے یا زبان افسانہ طراز کے منہ میں گھنگھنیاں بھر گئیں۔ جو گھر کا معاملہ درپیش ہوا یا نازنین قبرستانی کچھ ایسی ذہنیت مذہر رکھتی ہے ایک تھی کہ بوسہ بازی اسکے عیادین نہ ہوتی۔

اعلان عدالت بنام [illegible] ولد [illegible] خاں [illegible]

[illegible]

بعدالت [illegible]

[illegible] ۱۹۳۱ء

[illegible]

[illegible] موجود [illegible]

اس عدالت میں [illegible] ۱۹۳۱ء [illegible] جواب [illegible] قانون [illegible] سے [illegible] اختیار میں ہوا اس عدالت [illegible] درخواست کی اور [illegible]

آج بتاریخ [illegible] ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

[illegible]

مہر عدالت



"گدرائے ہوئے امرود۔ تاریکی۔ چمگادروں کی یورش"

"ہش۔ ہش۔ ہش۔ بائی کٹ۔ کٹ۔ کٹ"

"بکنے دو۔ ہمیں ادھر دیکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے آؤ جیتا لٹک رہیں"

اور ستے محبت، ورسے، انجام کے بعد عاشق کا ارادہ آئندہ جاننے کے لیے "اسکے بعد" کا سوال کیا۔ بعض نکمت کوشش بھی کچھ فضول سی معلوم ہوتی ہے۔

بھلا انصاف تو کیجیے یہ کمبخت "سو یاسان" آدمی سے یا ہوتی۔ گورستان کو میدان عشق بازی بنانا اور یوں جھٹ پٹ ملنا ملا ہو جانا اگرچہ یورپ خصوصاً پیرس میں تو بعید نہیں مگر مترجم صاحب نے خدا جانے کیوں یہ قصہ دہلی کی جانب منسوب فرمایا۔ ابھی اتنی اعلےٰ تہذیب دہلی غریب کو کہاں نصیب ہے دہلی کے سر اس قسم کے واقعات منڈھ دینا تو معنوی خیالی اجنبیت کو انگل دو انگل بڑھا دینا ہے۔

کیا اجنبیت میں اضافہ کرنا بھی مترجم کا فرض ہے کیا افسانہ نگاری اسی کا نام ہے۔ کیا بلند پایہ [illegible] اہل قلم ایسے ہی قائل ہوتے ہیں۔ کیا دہلی کی طرز معاشرت کا یہی خاکہ ہے۔ یہاں کی بیگمیں گورستان میں فاتحہ پڑھنے جاتی ہیں اور عاشق پیدا کرتی ہیں۔ ہوٹلوں میں کھانا کھاتی ہیں۔ گھنٹی بجا کر خادمہ کو بلاتی ہیں۔ ماتمی اور نیم ماتمی پوشاک پہنتی ہیں۔ دھڑلے سے منہ چومنا شروع کر دیتی ہیں "دکھانہ جا للہ صدقہ" کی خاطر "پھر اسکے بعد؟"۔ وہ نگاہیں اس پورٹ کے زیر مطالعہ کرتی ہیں۔

اعتراضات بہت ہیں اور فرصت کم مختصر یہ کہ کتاب بے محل۔ کتاب کی قیمت "چونی بھی کے بجے گھی سے کھاؤ" ڈیڑھ روپیہ مقرر ہے۔ افسوس ہے کہ ہم مولف صاحب کا دل نہیں بڑھا سکتے۔ مروت اور جھوٹی تعریف ہم میں آتی نہیں۔ امید ہے کہ جناب مولف مصنف مترجم برا نہ مانیں گے۔ معاملہ ہے اردو کی بہبود کا ورنہ کتاب کو قلم لگتے نفقہ

دالم۔ ابو الحسینی دل مولانا کا ڈاک

[illegible]

فریب نگاہ یا کرشمۂ واہمہ

حضرت پنچ!

ورود ہ کا جا بجا چاق چوبند پھونک پھونک کے پیچاب بیانیا دُ سارتی سے دُنیا ہے۔ ریگستان پر سورج مارتے ہوئے دریا کا دھوکا ہوتا ہے۔ ترتیب خاص مستطیل نقطوں کو مربع سدود کو بیضوی مساوی کو چھوٹا بڑا دکھاتی ہے۔ خدا کسی کو سہا ہوا دل نہ دے اسکے جلیتوں ناشدنی میں شدنی کا جلوہ نظر آ جاتا ہے۔ خدا انجیل کی بجٹ در تھانے رہے اسنے حدسے قدم بڑھایا اور حدود میں موجود نے جھگڑا دکھایا۔ ایک انیس صاحب نے سنک کو سانپ سمجھ کے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ دوسرے انیس صاحب کی پگڑی گر پڑی اپنے سر کے دھوکے اپنے ساتھی کی پگڑی پر پگڑی باندھنے لگے۔ ساتھی نے کہا "ابے یہ تو میرا سر ہے" اس انکشاف ہی سے یہ سوال پیدا ہوا "تو پھر میرا سر کیا ہوا؟ بتاؤ"

بہرحال خدا گھبراہٹ کا بھلا کرے سنتے ہیں کہ ایک نامہ نگار ہمارے پرانے دوست لالہ لاجپت رائے صاحب کی کوٹھی میں گھس آیا خدا جانے بحالت خواب یا بعالم بیداری، عالم واقعہ میں یا عالم واقعیت میں۔ مگر گھس آیا اور چونکہ آجکل ہندوؤں نے ہندوؤں کو اور مسلمانوں نے مسلمانوں کو ستانا چھوڑ دیا ہے گمان غالب ہے کہ ہر شخص داخل ضرور مختون ہوگا جیسی بہت ہوتا تھا۔ ظاہر کیا کہ ہندو ہے کا برہمن ہے دھوتی کی بندش میں اناڑی ہے تار تیس اسلام کی چغلی کھاتی تھی لہذا جرح ہونے لگی:-

"اگر برہمن ہو تو داڑھی کہاں سے لائے پنڈتوں میں داڑھی نہیں ہوتی"

یہ صاحب مسافر ہوں۔ تالی نہیں ملی؟

"تو پگڑی اور تار کے چند اور دکھاؤ۔ اسے تو تمہارے تو چھٹیا بھی نہیں ہے"

اعتراض معقول تھا حضرت لگے بغلیں جھانکنے۔ بغلیں نہ جھانکتے تو کرتے کیا سامنے رکھا تھا پستول، شیر اور پہرہ سلطے ساری جرأت جس ہوگئی لالہ صاحب نے نوکر کو حکم دیا کہ دے اسکی گردن میں ہاتھ۔ اب جو وہ

دھنا تو اسکی دھوتی میں لالہ صاحب کو خنجر نظر آ گیا۔ قارورے میں جانے نظر آتے ہیں تو دھوتی میں خنجر کیوں نہ دکھائی دے۔ پہلے تو لالہ صاحب نے اسے پکڑ کے تھانہ پر بھیجنے کا ارادہ کیا پھر کچھ رحم آ گیا۔ اور فرمانے لگے جانے دو۔ اس واقعہ کا اکثر حصہ تو خیر مگر آخر حصہ ضرور وہم و تصور کا منت گزار ہے۔ کیا معنی کہ دھوتی خنجر رکھنے کے واسطے وضع نہیں ہوئی وہ عیب پوش ضرور ہے مگر نیام نہیں ہے۔

علی ہذا القیاس چوٹی نہ ہونا اور داڑھی ہونا اب غیر مسلم ہونے کی کوئی علامت نہیں۔ گرفتار کرکے بغیر گھر سے نکال دینے کے معنی تو یہی لیتے ہیں کہ دھوتی کی چھپائی ہوئی شے نے داڑھی اور چوٹی کا پیدا کیا ہوا یقین شبہ سے بدل دیا آنے میں آنکھ کھل گئی پھر انتا و شرا لا مدد انثار۔

مسلم و غیر مسلم کی صحیح علامت کا پتہ لگ جاتا تو کیا عجب ہے کہ اس ٹوپی کے ساتھ ہی مرحوم سازش کی پگڑی بھی مل جاتی ایسی بڑد ہاتھ لگی اور بغیر گرفتار کیے چھوڑ دی یا دوسرے لیڈروں کے حق میں کانٹے بوئے۔ کیسے اگر سازشی انجمن کے اس نامہ نگار ممبر نے کسی ایسے لیڈر پر چوٹ کی جس کے سامنے پستول نہ ہوا تو گناہ کس کی گردن پر ہوگا۔

گوئی بابدان کردن چنان است
کہ بد کردن بجائے نیک مردان

اور ہاں خوب یاد آیا پستول کے زور پر دھوتی کی خنجر شے

برقی انگوٹھی

[illegible] کسی ضیائے کی ایجاد ہوئی ہے جس کا نام انگوٹھی ہے [illegible] برقی طاقت سے تیار کیا ہے [illegible] ایسی برقی ہے کہ انسان کا دل [illegible] انگوٹھی کو [illegible] کر دیتی ہے [illegible]

حافظ [illegible] الٰہی [illegible]

(بیت جھوٹ سے آپ تعبیر کرتے ہین) کیون لالہ صاحب نے کھایا نہ لی؟ آخر اس مین شرم کی کون سی بات تھی اور حضرت خود چھپتے تھے تو پولیس ننگا جھوری (تلاشی) لیتے مین کبھی جھجکتی نہین بیسیون کو روز ننگا کرتی ہے۔

مشہور آدمیون نے ہندو مسلمانون مین تیغ چلانے اور اخبارون مین گلخپ ہونے کے لیے اچھے اچھے عنوان اختیار کیے ہین۔ کچھ دنون اُدھر مالوی صاحب نے ایک اُشغلہ چھوڑا تھا تو لالہ صاحب کیون برابر کی جوڑ نہ چھوڑ کاتے۔

راقم۔ شوق شہادت

معذرتون کا قبلہ گاہ

آفت کبھی شاید اکیلی آتی ہو۔ اکثر تو یہی دیکھا ہے کہ یا تو برساتی تلی گھوڑیون کی طرح ایک پر ایک سوار آتی ہے۔ یا پھر دیمک کے پتنگے اور چیونٹیون کے پنکھے کی طرح دس بیس آتین ایک ساتھ ہی ٹپک پڑتی ہین چنانچہ اودھ پنچ دو مین روز کی تاخیر سے شایع ہوتا رہا۔ اسکے وجوہ بہت ہین۔

(۱) اڈیٹر کا گھر بیماری نے دیکھ لیا ہے وہ ایک آدمی کی جان لینے پر آمادہ ہے رشوت بھی قبول نہین کرتی قلمی بیان مقصود اور اڈیٹر تمہارا ون چھوٹا سا آچھین آچھین مین کٹ جاتا ہے رات تیمارداری ہے۔ مضامین جو آئے بھی ہین تو اکثر خو کر کی بھرتی۔

(۲) معتمد صاحب آشوب چشم مین مبتلا کاتب صاحب کی صاحبزادی بیمار۔

بہت کوشش کی مگر وقت کا جبر کسر نہ ہو سکا اب یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دو نمبر ایک ساتھ نکال دیے جائین اشتہار چھاپنے معتمد صاحب کی آنکھین رنگت لاتین۔ [illegible] کی خبر رہے۔ حرج مرج لوازم کائنات مین [illegible] اجسام کو حوادث ہین مگر [illegible] کرنے والے کب مانتے ہین لہٰذا التماس ہے کہ ایک ہفتہ کی مہلت دیجیے آئندہ کے دو نمبر یکجا شایع ہونگے۔ آخر سال مین جو ایک دفتر کی مہلت ہم کو مل جاتی تھی اوس سے ہاتھ دھونے کا ارادہ کر لیا ہے فقط

قلم کی بیگار

کہنے کو جسکا جی چاہے کہے کہ ہم رحم دل ہین ہم بھی خواہ مخلوق ہین ہمارے پیٹ مین مزدورون کی مامتا گھس گئی ہے۔ کوئی مرتا ہے تو ہمارا جی چاہتا ہے ہم مر جائین کوئی محتاج ہوتا ہے تو ہم بھیک مانگنے لگتے ہین۔ مگر یہ سب کہنے کی باتین ہین انگلستان مین جو مزدور ازم پھیلا ہوا ہے یہ جب حکومت انگریزی گالیان دینے پر آمادہ ہوتا ہے تو "ہندوستان کے حق مین حکومت کے ظلم" گنوانے لگتا ہے۔ یہان کے احمق سمجھتے ہین کہ گورے مزدور ہمارے حامی ہین۔ حالانکہ صرف الزام دینا اونکا مقصود ہے۔ نہ ہندوستانیون کی حمایت۔ ایسا انھین نہ خلاشرون مین بے وقوف ہندوستانی مُنہ کی کھا چکے ہین۔ دیکھیے میان ریزنے سبکا اما ڈرنے آخر جونا لگا دیا نہ۔

سنتے ہین کہ پنڈت تروکرم کرشن صاحب نے اپنی لڑکی کی شادی مین صرف پانچ آنے صرف کیے کنیادان (جہیز یا دختری خیرات) ابھی نہین دیا۔ ہان سادگی تو صرف کی۔ اگر پانچ آنے بھی خرچ کرتے تو اور بھی اچھا تھا لیکن کیا انھون نے میراث مین بھی لڑکون کے مقابلے مین لڑکی کا حصہ تسلیم کر لیا ہے؟ اگر نہین تو یہ بہت برا ہوا۔ کیا معنی کہ بیچاری کو نہ باپ کی زندگی مین کچھ ملا نہ آئندہ کچھ ملیگا۔

وہی بھولا مہربان جو کچھ کہ ہم بھول گئے تھا

ایک صاحب لکھتے ہین کہ شام الکبیر اڈیٹر گور و گھنٹال کو بھی دہلی مزدور نی کی [illegible] لال شاہ مریز رمضان کو عنایت ہوئی تھی [illegible] داد رسد الانصاف مگر [illegible] نہین کیا [illegible] ہے [illegible] بہت [illegible] ہندو مسلمان [illegible] [illegible] ہین [illegible] بیان [illegible] [illegible]

جہان حضرت مولانا اوشین ملک الموت کی مہربانی سے اپنے متعلقین کے ساتھ نازل ہوئی۔ تابوت پانچ چھ قسمین گھر سے نکل کے قبرستان پر جا بجا ہو گئین اور ہر قبرستان کا زیادہ حصہ ان بھائی کے تصرف مین آیا۔ دوسرے بھائی صاحب بہت جھلائے کہنے لگے۔ دوسرے بیاکیے بھائی صاحب تمام قبرستان پر عمل دخل کیے لیتے ہین ہم سے یہ بھی نہ ہو سکا۔ کچھ نہ ہو تو بیٹھے رہیے جیسے ملک سیاست لاہور مین ایک بر جگر آدمی مولانا کی روش سے کسی کی تقلید کرتا ہو تو بگڑ کہ ہمین سکتے ہین اور اپنی ششن کے پوکر مین جیسے سے شہر ہین جیف ہے اگر مسلمان عموماً اور پنجابی مسلمان خصوصاً ونکے تحت مگر سیاست کی پامال نہ کرین۔

یادگار جہد عمر وہ مرد وشنکا کی مدت ہوئی چل بسا مگر اپنی خدا کی یادگار ایک نشان عراق مین چھوڑ گیا ہے اسی تحت مین ہوا اِن ننگا ہوئے۔ [illegible] تھا اور جی تھا نہ اوس کچھ کار جانا ہے جسے اوسکے دماغ مین اسیر ایسا تھا نہ اب [illegible] کے دوسے کھول دیا گیا ہے عراق کے مسافر اکثر اس قبرستان مین گئے۔ ایک [illegible] کو بھی کو بھاگنے مگر ابھی ایک یورپ کے عقل اس [illegible] جانتا لیکے معتزتے شاید اسی میان شنڈی کی دوا سے ایک [illegible] مسئلہ کر دیا ہے۔ [illegible] نے لارڈ صاحب کو عدم کی راہ دکھائی۔ لارڈ صاحب جرمنی کے تری جناب نے کے صدر بھی تھے موت بھی عجیب طرز کی ہونی چاہیے تھی۔

مسٹر [illegible] بی اے [illegible] ہوتے ہی تھے [illegible] بی اے ہو گئے ہین کرنل مین ایک صاحب نے اپنی بی بی کی [illegible] کو اپنی [illegible] منسوب کرنے سے انکار کر دیا۔ [illegible] باپ کا خون جوش مارتا ہے [illegible] صاحب اور [illegible] صاحبزادے کا خون [illegible] [illegible] ہو گیا [illegible] میان مین [illegible] مین [illegible] صاحب [illegible] ہین اور کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہوئی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] طلاق [illegible] طلاق دے چکا ہے!

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ تیر بہدف ادویہ

حلوائے مغز کنجشک

اکسیر رہا ہی سقنقور است
نسبت آن در ورع مسفوف است
اعضا انسانی کی طاقت ہو جانے میں
دماغ شانہ معدہ جگر کو قوت عظیم پیدا
کرتا ہے۔ قوت مردمی کی نایاب ہے جس کی تعریف
حد توصیف سے باہر ہے ایک جلیل القدر
طبیب کا قول ہو جو کہ شعر میں نظم کیا گیا ہے
اگر ماہی سقنقور کے بعد دنیا میں کوئی
دوا ہے تو یہی ہے۔ یہ [illegible]
وقت کے مرض کو دور کرتی ہے
قیمت فی بکس ۱۰ خوراک (عہ)

ماء اللحم عنبری و آتشہ خاص الخاص

بیدا [illegible] بہت محنت اور جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے یہ وہ
نسخہ ہے جس کی ہندوستان میں شہرت ہے پیشتر راجگان
و دیگر اعلیٰ طبقہ کے لیے تیار ہوتا تھا اب دواخانہ خاص طور پر
تیار کیا ہے [illegible] بہت قیمتی اور
نادر ادویات سے مثل مشک عنبر و مروارید وغیرہ
تیار کیا گیا ہے مقوی اعضا رئیسہ [illegible]
سرخ و سفید کرنے والا۔ کمزوری کو دور کرنے والا
[illegible] مفید [illegible] کو تقویت بخشنے والا ہے
قوت مردمی کو بڑھانے والا اور [illegible]
وغیرہ کو دور کرتا ہے۔
فی بوتل پانچ روپیہ (صہ)
تین بوتل کے خریدار کو ایک خوراک پیمانہ مفت

طلائے مسیحی

اعصاب کی تقویت میں بے نظیر ہے گئی ہوئی
طاقت کو واپس لاتا ہے جن لوگوں نے
اپنے ہاتھ سے اپنی قوت زائل کی ہو یا
کسی دوسرے خلاف فطرت افعال کی وجہ
سے رگیں خراب ہو گئی ہوں اُن کے
واسطے حکم اکسیر رکھتا ہے تھوڑے
عرصہ میں اپنا فائدہ دکھاتا ہے۔
مایوسوں کی اُمید کو بر لاتا ہے اور معمولی
نسخوں میں تو وہ اثر دکھاتا ہے اور ایسی
طاقت بخشتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔
قیمت فی شیشی آٹھ روپیہ (للعہ)

حب یاقوت مقوی و ممسک

طاقت و توانائی پیدا کرنے کی نایاب دوا ہے جس کا
مثل [illegible] مشکل ہے قوت مردمی کے [illegible]
میں بے نظیر ہے [illegible]
پیدا کرتی ہے۔ جریان و [illegible]
کی کثرت کو دور کرتی ہے مایوسوں اور ناامیدوں کی
اُمید کو بر لاتی ہے بڈھوں کو لطف شباب جوانوں کی
طاقت میں تیزی پیدا کرتی ہے آج تک سیکڑوں
نامرادوں اور برسوں کے مایوس علاج اس سے صحت یاب
ہو چکے ہیں۔ اگر باقاعدہ طریقہ پر پوری مدت تک استعمال
کی جائے تو قوت امساک میں بھی خاصی افزونی ہو۔
قیمت فی بکس ۲۰ خوراک مع محصول ڈاک
پانچ روپیہ (صہ)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطبا سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے

فرمائش کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے	منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ سٹریٹ لکھنؤ	فہرست کلاں مفت طلب فرمائیے

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ دوائیات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو — [illegible] دست
[illegible] کے مریضوں کیلئے [illegible]
دوا ہے جو صرف پانی میں چند قطرے ڈال کر دینے سے فوراً جلد اپنا
اثر کرتی ہیں۔ قیمت عہ یہ ہر جگہ بکتا ہے۔

دور بج کیسری — [illegible] کے جڑ سے کھونیوالی
لاثانی دوا قیمت عہ

بال امرت — [illegible] کو دور کرکے بالوں کو مضبوط اور
[illegible] بنانیوالی بہترین دوا قیمت [illegible]

اپنے شہر کے دوا فروشوں
سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب — بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ [illegible] چند اینڈ کو [illegible]

سچا ہمدم و دلی دوست

جہاں کی طبیعت [illegible] جریان احتلام اور
خون کی خرابی وغیرہ سے زندگی [illegible] ہو گیا ہو
ایسی حالت میں سچے ہمدم کا کام [illegible] دل کو مضبوط
بنا کر دلی دوست ہونے کا ثبوت دیگی ایک دفعہ ضرور تجربہ کریں
قیمت فی ڈبیہ عہ ۵ ڈبیاں چار روپیہ (للعہ)
وید شاستری جامنگر کاٹھیاوار
ایجنٹ اندر چند اینڈ کو چوک لکھنؤ

سچا بہار ست و بیج [illegible]

[illegible]

نایاب اور بیش بہا تحفہ

[illegible]

المشتہر
حکیم سید [illegible] نواب [illegible]

لطف حیوۃ

[illegible] قوت مردمی [illegible]
[illegible]
سید قاسم حسین رضوی دفتر اخبار اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے بیچ بیچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھانے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہوچکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک سینکڑوں اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار مین صدہا اگونگی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ مر گئے ہے اور کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صاف حسبِ ابتدا اس کتاب مین لکھ دیئے گئے اُسی طرح ہر ایک کو برت سکتے ہین جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا اور بنا یک تھوڑی ہو موسم ... [illegible] سکتے ہین انکے علاوہ دیگر ... [illegible] فی الحقیقہ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا نتیجہ

اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا ہے ہندوستان کے استادون کا سرمایہ اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی قیمت فی جلد محصول ڈاک ... [illegible]
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ